کروناوائرس—— مکافت عمل

تحریر سرور باری

ترجمہ ریاض مسن

کرونا وائرس سے پھیلنے والی عالمی وبا کی میڈیا کوریج کو دیکھتے ہوئے جو بڑا سبق سامنے آرہاہے وہ یہ ہے کہ اپنی تمام تر تکنیکی ترقی کے باجود دنیا کے امیر ترین ممالک، جو عمل پیرا تو نیو لبرل معاشی نظام پر ہیں لیکن انکے حکمران غیر لبرل ہیں، اس عالمی وباکا اس کامیابی سے مقابلہ نہیں کر سکتے جیسا کہ چین کی تحکم پسند اشتراکی حکومت اور کنفوشیس کی تعلیمات پر منظم معاشرے نے کیا ہے۔ میں اس کی وضاحت کرتا ہوں۔ بلاشبہ چین کا ابتدائی رد عمل مبہم تھا جیسا کہ وبا کے پھوٹنے پر واویلا کرنے والے طبّی ماہرین کی سرکوبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس صورتحال نے چند مغربی کالم نگاروں کو ناپختہ نتائج اخذ کرنے پر اکسایا۔ ان کا اصرار تھا کہ چونکہ چین میں یک جماعتی نظام کی حامل آمریت رائج ہے، اس لیے اسے لوگوں کی فلاح کا فکر نہیں ہے۔ یوں کروناوائرس ایک آفت کی شکل اختیار کر گیا۔ کروناوائرس کا اگلا شکار آمریت پسند ملاؤں کے شکنجے میں جکڑا ایران تھا۔ اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ کروناوائرس کے پھیلنے کی وجہ آمرانہ نظریہ ہے۔ تاہم، وبا کا تیسرا نشانہ ایک جمہوری ملک، اٹلی بنا۔ تب، نہایت افسوس ناک حد تک، انتہائی جمہوری ممالک کے ساتھ یکے بعد دیگرے وہ ہوا جو چین کے ساتھ ہفتوں پہلے ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ عالمی ادارہ صحت نے یورپ کو عالمی وبا کا گڑھ قرار دے دیا۔ اب جبکہ چین نے وبا کا رخ موڑ دیا اور اسے دنیا بھر سے داد و تحسین مل رہی ہے، مغربی ممالک ہفتوں مہلت ملنے کے باوجود غرور کی چادر لپیٹے غفلت کی نیند میں ڈوبے رہے۔ آخر کیوں؟ اپنی کشادہ نظری اور عوام کے حق احتساب پر نازاں مغربی جمہوریتیں خطرے کی سنجیدگی کو نہ بھانپ سکیں۔ اور، کیوں، مغرب کے بااختیار اور باضمیر شہریوں اور سول سوسائٹی نے خطرے کی گھنٹی پر کان نہ دھرا؟ شاید وہ جعلی شعور کا شکار تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ انتہائی جدید ٹیکنالوجی اور جمہوری اداروں، بشمول پارلیمانوں، کی وجہ سے مصنوعی تحفظ کے احساس کا شکار ہیں۔ شاید، سرمایہ دار ریاستیں چین جیسے وہ سخت اقدامات اٹھانے میں ہچکچا رہیں تھی جن سے وہ چند ہفتوں پہلے نفرت اور بیزاری کا اظہار کر رہی تھیں۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ حکام عملی اقدامات نہ اٹھا سکے یا، شاید، وہ تذبذب کا شکار ہو گئے تھے۔ اس مجرمانہ تاخیر کی وجہ سے وائرس کو سرعت کے ساتھ پھیلنے کا موقع مل گیا۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مغربی ممالک کے پاس تیزی سے پھیلتی وبا کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں تھی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آزاد معیشت کے اصول پر چلنے والی ریاستیں جو شاندار جنگی گاڑیاں، لڑاکا جہاز، اعلیٰ پائے کے ہتھیار اور خلائی جہاز بنا سکتی ہیں اور ملکوں پر یلغار کے لیے سفارتی سطح پر سرعت سے اتفاق رائے پیدا کر سکتی ہیں، اپنے طبّی عملے کو سیفٹی گیئرز اور ٹیسٹنگ کٹس اور اپنے مریضوں کو وینٹیلیٹرز اور ضروری ادویات نہ دے سکیں۔ نیویارک ٹائمز میں چھپنے والے ایک کالم نگار نے اس صورتحال کو بیان کرتے ہوئے کہا، ”آج وینٹیلیٹرز کی بہتات کل انتہائی قلت کا روپ دھار لے گی“۔ یہ کالم لکھتے ہوئے میں نے گورنر نیویارک کو نجی ہسپتالوں سے اپنی ریاست کے لیے وینٹیلیٹرز کی بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ سابق امریکی قومی دفاعی مشیر سوسان رائس نے ایسی چار سنگین غلطیوں کی نشاندہی کی جو انکے ملک کی قیادت (صدر ٹرمپ) سے وائرس کی روک تھام کے حوالے سے سرزد ہوئیں ان میں ٹرمپ کا سراسر جھوٹ بولنا، ابتدائی وارننگ کو نظرانداز کرنا، حفاظتی کٹس اور تیاری کا فقدان تھا۔ ٹرمپ پر یہ بھی الزام ہے کہ اس نے کروناوائرس سے نمٹنے کے لیے ڈیفنس پروڈکشن ایکٹ کا نفاذ نہیں کیا تھا جو امریکی صدر کو اختیار دیتا ہے کہ صنعتوں کو قومی سلامتی کے سلسلے میں آلات ت کی تیاری کا حکم دے سکتے ہیں۔ صدر ٹرمپ پر نقطہ

چینی ٹھیک لیکن یہ مغرب کی حکومتوں، خاص کر برطانیہ، اٹلی، سپین اور فرانس کی ناکامیوں کی ہر گز وضاحت نہیں کرتی۔ آخر کیسے، امیر ترین ممالک زندگی بچانے والے آلات کی کمی کا شکار ہوئے؟ کچھ دانشور اس کا جواب نیولبرل معاشی نظام میں ڈھونڈتے ہیں۔ مشہور برطانوی مفکر جارج مونبیوٹ نے حال ہی میں گارجین میں لکھا کہ مغرب میں "برے ترین وقتوں میں برے ترین لوگ برسر اقتدار ہیں"۔ اور یہ کہ بروقت اور مناسب ردعمل کی توقع رکھنے کا مطلب ہوتا کہ پچھلی نصف صدی میں پروان چڑھے سیاسی فکری ڈھانچے کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ اس ڈھانچے کا مطمع نظر ریاست کو سماجی خدمات سے محروم رکھنا، عوامی سہولیات کی نجکاری اور سماجی خدمات پر ریاستی کٹوتی وغیرہ ہے۔ مثلاً دس سالوں میں مقامی اور ریاستی سطح پر دی گئی صحت کی سہولیات میں نجکاری اور بجٹ کٹوتی کی وجہ سے امریکہ میں پچیس فیصد افرادی قوت میں کمی آئی ہے۔ یہاں پر یہ بھی ذہن میں رہے کہ شہباز شریف کی حکومت کتنی نجی کمپنیوں کو پنجاب میں لائی تھی۔ کیا اسنے اور اسکے بھائی نے کوئی اچھا ہسپتال بھی بنایا تھا؟ کتنے وینٹیلیٹرز سرکاری ہسپتالوں میں ہیں یا کتنے انتہائی نگہداشت کے یونٹ قائم کیے گئے ہیں؟ ہمیں ہر گز نہیں بھولنا چاہیے کہ نیولبرل نظریہ ایک ٹانگ پر کھڑا ہوتا ہے اور وہ ہے منافع خوری۔ نجی ہسپتال اس معاملے میں کبھی بھی پیسہ نہیں لگاتے جس کی عام حالات میں ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ایسا کرنا پیسے کا ضیاع گردانا جاتا ہے۔ یوں اس میں حیرانی کوئی بات نہیں اگر مغربی ممالک میں وینٹیلیٹرز اور آئی سی یوز نہیں یا متاثرہ مریضوں کی تیمارداری پر مامور طبّی عملے کو حفاظتی آلات نہیں مل پائے۔ زندگی اور انسانیت کے تقدس پر درس دینے والی ریاستوں کو وہ مجرمانہ پالیسی اختیار کرنا پڑ رہی کہ "کسے زندہ رکھنا اور کسے نہیں"۔ چونکہ زیادہ تر ریاستوں کے پاس ایسی سیاسی جرات نہیں کہ وہ نام نہاد آزاد معیشت کے اصولوں سے روگردانی کر سکیں، اسلیے انہیں ظالمانہ پالیسیاں اختیار کرنا پڑ رہی ہیں۔ یوں راتوں رات لبرل جمہوریتوں نے رجعت پسندی اور آمریت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ ایک دوست نے اٹلی سے لکھا، " زندگی مشکل ہے، بہت پریشان کن۔ ہم گھروں میں نظر بند ہیں (پورے اٹلی کی یہی حالت ہے)۔ صحت مسئلہ ہے ہی، شخصی آزادیاں بھی داو پر لگی ہوئی ہیں۔ پولیس گلیوں میں دندناتی پھرتی ہے اور بیس ہزار سے زائد لوگ گرفتار کر کے لے گئی ہے، اسلئے کہ وہ گھر سے باہر تھے۔ خوف سے ہم آہنگی کے لیے ہر شخص خوفناک قسم کی حب الوطنی کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ مجھے ہر گز پسند نہیں۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے، ہم بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں سوائے اسکے کہ ہمیں چھوٹے بچوں کے ساتھ رہتے ہوئے پریشانی ہو رہی ہے جنکی باہر گھومنے کی آزادی سلب ہو گئی ہے۔ برسلز میں مقیم ایک لکھاری کا مشاہدہ ہے، " وائرس نے یورپی یکجہتی کے غبارے سے ہوا نکال دی ہے"۔ بلاشبہ، حب الوطنی یکجہتی کی قاتل ہے ویسے ہی جیسے انفرادیت، بھائی چارے اور محبت کے جذبات کی۔ ایسا لگتا ہے کہ یورپی تہذیب روشن خیالیت اور اس سے جنم لینی والی اقدار سے محروم ہو رہی ہے جن سے وہ نشاتِ ثانیہ کے دور سے آراستہ رہی ہے۔ وجہ وہ سیاسی و معاشی نظام ہے جو اس نے اپنایا ہوا ہے۔ دوسری طرف کرونا کے بعد کا دور چینی سیاسی و معاشی ماڈل کی راہ ہموار کرتا نظر آ رہا ہے۔ امریکہ جیسی سپر پاور کو اپنے دشمن چین سے طبّی ماہرین اور اوزار لینے پڑ رہے ہیں۔

حقائق پراپیگنڈے پر بھاری پڑ گئے ہیں۔ چین میں (اپریل دو تک) میں اموات کی شرح دو شخص فی دس لاکھ تھیں جبکہ اٹلی میں دو سو اٹھارہ، سپین میں دو سو چودہ، امریکہ میں پندرہ اور برطانیہ میں پینتیس۔ چین کا نظام صحت نے پاچانوے فیصد مریضوں کو شفایاب کیا ہے، چین کی تعریف کی بڑی ٹھوس وجوہات ہیں اور یہ بہت بڑے فیصلوں کی جانب لے جائیں گی۔

سوویت یونین اور مشرقی یورپی ریاستوں کے ٹوٹنے پر فرانسس فوکویاما کو لگا کہ تاریخ انجام کو پہنچ گئی ہے۔ اسکا استدلال تھا کہ مغربی لبرل جمہوریتوں کے آفاقی روپ دھارنے سے انسانیت کو حتمی نظام حکومت مل گیا ہے۔ اسکی ناقص سوچ کو بہت سے دانشوروں نے چیلنج کیا ہے۔ لیکن کرونا وائرس کی عالمی وبا

نے نہ صرف تاریخ کے خاتمے والے نظریے کا خاتمہ کر دیا ہے بلکہ لبرل جمہوریت اور نیو لبرل معاشی نظام کی ناکامی سے نئے نظام کا راستہ بھی ہموار کر دیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ کرونا کے بعد کا زمانہ نہ صرف مختلف ہو گا بلکہ بہتر بھی۔

مصنف قدرتی آفات کے تدارک اور متاثرین کی بحالی کے لیے انیس سو بانوے سے کام کر رہے ہیں۔